پاکستان کے تعلیمی نظام میں امریکی مداخلت

نصراللہ گورایہ ○

نائن الیون کے بعد امریکی استعمار دہشت گردی کے خلاف جنگ کی آڑ میں' مسلم ممالک پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے جن سوچے سمجھے منصوبوں پر عمل پیرا ہے' ان میں سے ایک نئی نسلوں کی فکر و عمل کو اس سانچے میں ڈھالنا ہے کہ وہ اپنی اقدار کے باغی ہو کر' مغربی اقدار کے علَم بردار بن جائیں۔ اس حوالے سے اپنے تھنک ٹینکس کی رپورٹس کی رہنمائی میں مسلم ممالک میں متعدد منصوبے زیرعمل ہیں۔ پاکستان کے حوالے سے ایک مطالعہ پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

لنکن کارنرز کا قیام

لنکن کارنرز سابق امریکی صدر ابراہام لنکن کے نام پر پاکستان کی جامعات اور دیگر بڑے اور نام ور تعلیمی اداروں میں قائم کیے جا رہے ہیں۔ اس وقت پاکستان کے تعلیمی اداروں میں چار لنکن کارنرز کام کر رہے ہیں جن میں پشاور یونی ورسٹی، اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد، کراچی رنگون والا کمیونٹی سنٹر اور آزاد جموں و کشمیر یونی ورسٹی مظفر آباد شامل ہیں۔ ان میں سے ہر لنکن کارنر پر ۵۰ ہزار امریکی ڈالر لاگت آئی ہے اور اب اگلا ہدف پنجاب یونی ورسٹی اور ملک کی دیگر نامور جامعات اور تعلیمی ادارے ہیں۔

ان لنکن کارنرز میں ایسی تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں امریکی سفارت کار، دانش ور اور دیگر حضرات شریک ہوسکیں اور براہ راست پاکستان کے طلبہ و طالبات سے مخاطب ہوں۔ مثلاً ''امریکی سفیر ریان سی کروکر نے ۷ مارچ ۲۰۰۷ء کو امریکی قونصل خانہ پشاور میں یونی ورسٹی

○ ناظم اعلیٰ اسلامی جمعیت طلبہ پاکستان

کے طالب علموں کے تیسرے سالانہ مذاکرے کا افتتاح کیا۔ اس سال بحث کا عنوان ہے 'جمہوری مکالمات'۔ امریکی سفیر نے اس موقع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ صدر بش نے جمہوریت کے فروغ کو امریکی خارجہ پالیسی کا کلیدی ستون قرار دیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ صدر مشرف نے وعدہ کیا ہے کہ پاکستان میں امسال آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرائے جائیں گے۔ امریکا اس فیصلے کی حمایت کرتا ہے۔ 'جمہوری مکالمات' کے شرکا کا انتخاب کڑی شرائط پر پورا اترنے والے طالب علموں میں سے کیا جاتا ہے۔ اور یہ پشاور کے علاقے میں ۹ جامعات اور اداروں کی نمایندگی کرتے ہیں۔ (ماہنامہ خبر و نظر' اسلام آباد' مارچ ۲۰۰۶)

پشاور یونی ورسٹی میں ۲۰ مارچ ۲۰۰۷ء کو 'امریکی فارن سروس میں خواتین کی تاریخ' پر خطاب کرتے ہوئے امریکی قونصل خانہ کی پرنسپل آفیسر لین ٹریسی نے کہا: ''امریکی خواتین نے گذشتہ صدی کے دوران مختلف شعبوں بشمول سفارت کاری میں زبردست پیش رفت کی ہے''۔ انھوں نے کہا کہ ''محض ۳۷ برس قبل امریکی خواتین کو شادی کرنے کے لیے فارن سروس سے استعفا دینا پڑتا تھا۔ آج وزرائے خارجہ البرائیٹ اور رائس نے ثابت کر دیا ہے کہ خواتین امریکا کی اعلیٰ سفارت کار کی حیثیت سے مؤثر طور پر خدمات سرانجام دے سکتی ہیں''۔ (ایضاً' اپریل ۲۰۰۷ء ص ۹)

ان لنکن کارنرز کے ذریعے امریکا کی پالیسیوں کے لیے حمایت حاصل کرنا، امریکا کے مجروح ہوتے ہوئے تشخص کو سہارا دینا اور پاکستانی طلبہ کو اسلام اور پاکستان کی تاریخ کے بجائے امریکا اور امریکیوں کی تاریخ سے آگاہ کرنا پیش نظر ہے۔ اس میں ہونے والی تقریبات، ورکشاپس اور ڈائیلاگ کے ذریعے ان مقاصد کی آبیاری کی جائے۔

لنکن کارنرز کے بارے میں خبر و نظر ماہ جون ۲۰۰۷ء کے صفحہ ۸ پر ملاحظہ ہو: اس میں ملٹی میڈیا سہولیات، کتابیں اور رسائل موجود ہوتے ہیں جس سے ہر شخص استفادہ کرسکتا ہے۔ اس کے علاوہ پروگرام، تقریبات اور مختلف سرگرمیوں کے لیے ریڈنگ روم اور میٹنگ روم بھی موجود ہوتے ہیں۔ یہاں دستاویزی فلموں، مذاکروں، ورکشاپس، اجلاسوں اور نمایشوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس میں مختلف امریکی دانش ور شریک ہوتے ہیں اور پاکستان کے طلبہ و طالبات پر اثرانداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

فل برائٹ اسکالر شپ پروگرام

ہائیر ایجوکیشن کمیشن (HEC) نے اس وقت پاکستان میں اسکالرشپ کی لوٹ سیل لگا رکھی ہے اور اندھا دھند ایسے اسکالرشپس بانٹ رہا ہے جن کا فائدہ نہ تو پاکستان کو ہوگا اور نہ متعلقہ امیدوار کو ہی۔ یہ مختلف اسکالرشپس اسکیمیں ہیں جو اس وقت چل رہی ہیں۔ ان میں سب سے بڑی اسکیم جو براہِ راست امریکی وزارت خارجہ کے تحت ہے پاکستانی طلبہ کے لیے ہے اور اس میں (HEC) کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ امریکی وزارت خارجہ براہ راست ان کے جملہ امور کو دیکھتی ہے۔ آیندہ پانچ برسوں میں ہر سال، ۵۰ پی ایچ ڈی اور ۱۰۰ ماسٹر کے امیدوار امریکا جائیں گے اور اس پر ۱۵۴ ملین ڈالر خرچ ہوں گے۔

- جناب پیٹر بوڈی نے کہا کہ آیندہ تعلیمی سمسٹر میں امریکی اسکالر بھی فل برائٹ پروگرام کے تحت پاکستان آنا شروع ہو جائیں گے جو پاکستانی جامعات اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں پڑھائیں گے اور تحقیق کریں گے۔ گویا دوطرفہ تبادلہ پروگرام کے تحت پاکستانی طلبہ و طالبات کو امریکا بھیجا جائے گا۔ امریکی دانشور پاکستان کے تعلیمی اداروں میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیں گے، یعنی پاکستان کے تعلیمی اداروں کو امریکی کالونی بنانے کے منظم اور مربوط پروگرام کے ذریعے سے ایسے لوگ تیار کیے جائیں جو زبانِ حال اور زبانِ قال سے پکار پکار کر کہہ رہے ہوں کہ ؎

انھی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زباں میری ہے بات ان کی
انھی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

- پاکستان بھر سے فل برائٹ وظیفہ پانے والے ۱۰۰ سابق طالب علموں اور ۲۰۰ سے زائد نئے طالب علموں نے ہفتہ ۲۸ اپریل ۲۰۰۷ء کو قائداعظم یونی ورسٹی اسلام آباد میں چوتھی فل برائٹ ایلومینائی (Alumini) میں شرکت کی۔ کانفرنس کا موضوع 'تہذیبوں کا مکالمہ' تھا۔ امریکا سے تعلق رکھنے والے اسکالرز نے بھی جو جنوب ایشیائی ملکوں میں درس و تدریس سے منسلک ہیں اس کانفرنس میں شرکت کی۔ (خبر و نظر، جون ۲۰۰۷ء)

- پچھلے سال جب فل برائٹ اسکالرشپ کا اشتہار اخبارات کی زینت بنا تو اس میں وہ معیار بتایا گیا تھا جس کی بنیاد پر یہ اسکالرشپ ملے گا۔ آخر میں یہ الفاظ درج تھے کہ ''فاٹا (صوبہ

سرحد)اور بلوچستان کے طلبہ اگر اس معیار پر پورا نہ اترتے ہوں تو بھی وہ درخواست دے سکتے ہیں''۔ گویا فاٹا اور بلوچستان کے لوگوں سے امریکا کو خصوصی محبت ہے جس کا اظہار وہ کبھی وزیرستان پر بم باری کی شکل میں اور کبھی اسکالرشپس کی صورت میں کرتا رہتا ہے۔

آغاخان امتحانی بورڈ کا قیام

پاکستان کے نظام تعلیم کو اپنی گرفت میں لینے کے لیے اور تعلیمی اداروں میں من پسند نصاب کو متعارف کروانے کے لیے ایک ایسی کمیونٹی کا سہارا لیا گیا جو اپنے نظریات اور عقائد کے اعتبار سے پاکستانی معاشرے سے کٹے ہوئے لوگ ہیں۔ ہماری مراد آغا خان امتحانی بورڈ سے ہے۔ پاکستانی قوم کی بھرپور مخالفت اور احتجاج کے باوجود امریکی ایما پر بننے والا آغا خان بورڈ آنے والے حالات میں انتہائی گمراہ کن کردار ادا کرے گا۔ معاشرے میں اس کے خلاف مزاحمت موجود ہے لیکن آہستہ آہستہ اس کو قابل قبول بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس کو امریکا نے ۵ء۴ ملین ڈالر کی امداد دی جس سے اس بورڈ نے کام کا آغاز کیا۔ آغا خان بورڈ کے متعلق بہت ساری تفصیلات قارئین کے سامنے پہلے سے موجود ہیں اس لیے ہم اس کی تفصیلات میں نہیں جائیں گے۔

کالج امپرومنٹ پروگرام

اس پروگرام کے تحت کالج کی بہتری کے لیے امداد دی جاتی ہے۔ اس پروگرام کو بہت خوب صورت پیرایے میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس پروگرام کے تحت سوائے 'ایف سی کالج' کے پاکستان کے کسی تعلیمی ادارے کو کوئی مالی معاونت نہیں دی گئی ہے' اور ایف سی کالج کی بہتری کے لیے ۵ ملین ڈالر کی ابتدائی امداد دی گئی ہے۔ یاد رہے کہ ۲۰۰۳ء میں اس کالج کو حکومت پنجاب نے امریکا کے ایک چرچ کے حوالے کر دیا تھا۔ اب یہ تعلیمی ادارہ عیسائی مشنریوں کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ پاکستان میں اسی طرح کے اور دیگر تعلیمی اداروں پر کام ہو رہا ہے۔ جن میں گورڈن کالج راولپنڈی، مرے کالج سیالکوٹ اور دیگر جن کو حکومت پرائیویٹ کرنے کے منصوبے بنا رہی ہے تاکہ ایف سی کالج کے طرز پر ہر ڈویژن میں چرچ کا ایک ادارہ ہو جہاں سے عیسائی مشنری اپنا کام آسانی سے سرانجام دے سکیں۔

ESRA (ایجوکیشن سیکٹر ریفارم اسسٹینس)

اس پروگرام کے تحت پاکستان کو ابتدائی پانچ سالوں کے لیے (۲۰۰۲-۰۷ء) ۲۵ ملین ڈالر کی امداد دی گئی تاکہ تعلیمی اداروں میں بنیادی تعلیمی سہولیات فراہم کی جاسکیں۔ یہ وہ پروگرام تھا جس سے ہماری حکومت اگر چاہتی تو کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل کرسکتی تھی۔ لیکن الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا اس بات پر گواہ ہیں کہ کس طرح 'پڑھا لکھا پنجاب' کے نام پر خطیر رقم صرف اشتہار بازی اور دیگر تعیّشات پر صرف کی گئی۔ جس کے نتیجے میں قوم جہاں پر کھڑی تھی وہیں پر کھڑی رہ گئی۔ اس پورے پراجیکٹ میں اساتذہ کی تربیت کا پہلو خاص طور پر شامل رہا کہ اساتذہ کو جدیدیت کے نام پر تربیت دی جائے اور اس 'تربیت دینے' کا کام آغاخان فاؤنڈیشن کے سپرد کیا گیا تاکہ استعماری ایجنڈے کی تکمیل کا راستہ ہموار ہوسکے۔ (بحوالہ US Aid from The American People، ص ۱)

انٹرنیشنل وزیٹرز لیڈرشپ پروگرام

اس پروگرام کے تحت امریکا کا محکمہ خارجہ طلبہ، اساتذہ، وکلا، صحافی اور دیگر شعبہ ہاے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات کا چناؤ کرتا ہے اور پھر ان حضرات کو امریکا لے جایا جاتا ہے، اور قلب ونظر کو خیرہ کرنے والی مغربی تہذیب سے متاثر ہوکر جب یہ لوگ واپس وطن لوٹتے ہیں تو پاکستان کے تعلیمی اداروں اور سیاسی کلبوں میں امریکا کی سفارت کاری کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ ان تمام لوگوں کا انتخاب خود امریکا کا محکمۂ خارجہ کرتا ہے۔ کسی یونی ورسٹی، وائس چانسلر یا حکومت پاکستان کا اس میں کوئی کردار نہیں ہوتا۔

● غلام مصطفیٰ ماشوی، شاہ عبداللطیف یونی ورسٹی خیرپور میں شعبۂ انگریزی میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔ وہ محکمہ خارجہ کے انٹرنیشنل وزیٹرز لیڈرشپ پروگرام کے تحت ۲۶ فروی تا ۹ مارچ ۲۰۰۴ء کے دوران 'امریکی جامعات کا انصرام' کے موضوع پر پروگرام میں شرکت کے لیے امریکا گئے تھے۔ ان کی کہانی انھی کی زبانی سنیے! ریاست ہاے متحدہ امریکا کا دورہ کرنا ہر پاکستانی کا خواب ہے بالخصوص شعبۂ تعلیم میں جب سے مجھے کراچی میں قونصلیٹ خانہ سے روانگی کے منصوبے کے بارے میں پتا چلا تو میں ایک نہ ختم ہونے والی جذباتی کیفیت میں مبتلا ہوگیا، یہاں تک کہ میں

واشنگٹن ڈی سی کے ڈیلس ایئر پورٹ پر پہنچ گیا (خبرونظر، جون ۲۰۰۷ء، ص ۱۶)۔ یہ الفاظ کسی لڑکپن کی حدود سے نکلتے ہوئے فرد کے نہیں ہیں بلکہ اس استاد کے ہیں جس نے آنے والی نسلوں کی آبیاری کرنا ہے۔ اس کی جذباتی کیفیت اگر اس طرح کی ہوگی تو نتائج آپ کے سامنے ہوں گے۔

● منظور کاکڑ نے ۲۰۰۵ء میں محکمہ خارجہ کے انٹرنیشنل وزیٹر لیڈرشپ پروگرام کے تحت امریکا کا دورہ کیا۔ جس کا عنوان 'نشہ آور ادویات کا غلط استعمال، علاج و تدارک تھا'۔ مضمون نویس امریکا سے واپسی پر اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں: ''امریکا میں تین ہفتے کے قیام کے دوران مجھے امریکی معاشرہ، سیاست، ثقافت، میزبانی دیکھنے اور پالیسی ساز اداروں کا دورہ کرنے کا موقع ملا۔ امریکا کے لوگ بات قبول کرنے والے، جفاکش اور تبدیلی کا خیرمقدم کرنے والے لوگ ہیں۔ ان میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو دنیا کی قیادت کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ (ایضاً، مئی ۲۰۰۷ء، ص ۱۳)

ان تمام تاثرات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ کس طرح سے امریکی محکمہ خارجہ ہمارے تعلیمی اداروں میں نقب زنی کے ذریعے اپنے مذموم مقاصد کی آبیاری کر رہا ہے۔ اور ہر تعلیمی ادارے میں اپنے سفیر تعینات کر رہا ہے جو دن رات محنت کر کے استعماری ایجنڈے کی تکمیل کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔

بکس ان اے باکس (Books in a Box)

اس پروگرام کا بنیادی مقصد اساتذہ کرام کی تربیت ہے لیکن دوران تربیت ان کو انگریزی زبان میں مہارت پیدا کرنے کے لیے کتابوں کا تحفہ دیا جاتا ہے۔ اس لیے اس کا خوب صورت نام 'Books in box' ہے۔ کتابوں اور تربیت کے امتزاج پر مبنی اس پروگرام کا مقصد انگریزی اساتذہ کی صلاحیتوں میں اضافہ کرنا ہے اور اس کے ذریعے دنیا بھر میں انگریزی کی تدریس کو بہتر بنانے کے مواقع میسر آتے ہیں۔ یہ ان ۴۶ باکس میں سے ایک باکس ہے جس کو امریکی سفارت خانے کا شعبۂ امور عامہ پاکستان میں مختلف تعلیمی اداروں میں تقسیم کرتا ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ کے دفتر برائے انگریزی زبان پروگرام نے ایک نئے منصوبے کا اعلان کیا ہے جس کے تحت انگریزی

زبان کے اساتذہ کے لیے کتابیں اور ماخذ فراہم کیے جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ انھیں ملک کے اندر ہی ''امریکی ماہرین تعلیم سے تربیت حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے''۔ تعلیم کی بہتری کے لیے سرگرم 'Development in literacy' کا نیٹ ورک پاکستان بھر میں ۱۵۰ اسکول چلا رہا ہے، جس میں تقریباً ۱۳ ہزار بچے زیر تعلیم ہیں۔ (خبر و نظر، مئی ۲۰۰۷ء، ص ۱۵)

گویا اساتذہ کی تربیت اس نہج پر کی جائے کہ وہ پاکستان کے تعلیمی اداروں میں درس و تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے فکر و نظر کے پیمانوں کو اس انداز میں تبدیل کریں کہ ملک و قوم کو احساس بھی نہ ہو کہ ہمارے ساتھ کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔

یوتھ ایکسچینج اینڈ اسٹڈی پروگرام

یوتھ ایکسچینج اینڈ اسٹڈی پروگرام کے تحت پاکستان کے ہائی اسکولوں کے طلبہ و طالبات کو امریکا میں ایک سال کی تعلیم کے لیے اسکالر شپ دیا جاتا ہے۔ اس پروگرام کے لیے مالی اعانت امریکی محکمہ خارجہ کا شعبہ ثقافتی امور فراہم کرتا ہے، جس کے ذریعے متعدد ملکوں کے ہائی اسکولوں کے طالب علموں کو ایک سال تک امریکی اسکولوں میں تعلیم حاصل کرنے اور امریکی میزبان گھرانوں میں قیام کا موقع میسر آتا ہے۔ (ایضاً، مئی ۲۰۰۷ء، ص ۱۶)

ایکسیس انگلش مائیکرو اسکالر شپ پروگرام

اس پروگرام کے تحت امریکی محکمہ خارجہ مختلف این جی اوز کے ذریعے پاکستانی طلبہ و طلبات کو انگلش زبان و ادب کی تعلیم دیتے ہیں اور آخر میں ان تمام طلبہ و طالبات کو امریکا کا دورہ بھی کرایا جاتا ہے۔ لاہور کی ایک غیر سرکاری تنظیم 'کیئر' (CARE) کو ۲۰۰۴ء میں ڈیڑھ لاکھ ڈالر مالیت کی امداد دی گئی جس کے تحت دو سال کی مدت میں مختلف سرکاری اسکولوں میں زیر تعلیم ۲۰۰ بچوں کو امریکی طرز کے کمرہ جماعت میں تحریری اور بول چال کی انگریزی زبان سکھائی جائے گی۔ ۲۰۰۶ء میں کیئر کو مزید ڈیڑھ لاکھ ڈالر کی گرانٹ فراہم کی گئی۔ انگریزی زبان کا یہ پروگرام ۲۰۰۴ء میں لاہور میں شروع کیا گیا اور بعد ازاں کراچی، پشاور، راولپنڈی ملتان اور گوادر میں ایسے پروگرام شروع کیے گئے۔ (ایضاً، اپریل ۲۰۰۷ء، ص ۱۸)

انگریزی زبان وادب سے شناسائی کے بعد ان ۲۰۰ طلبہ و طالبات کو امریکا لے جایا گیا اور امریکا سے واپسی پر طلبہ و طالبات نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا: ''ہم نے دوسرے ملکوں سے آنے والے طالب علموں اور اپنے میزبان خاندانوں میں بہت سارے دوست بنائے۔ ہمارا 'ای میل' اور 'نیٹ چیٹ' کے ذریعے ان سے اب بھی رابطہ ہے۔ ہم ایک دوسرے سے اپنے اپنے ملکوں کے تہواروں، پکوان اور لباس کے بارے میں تبادلۂ خیال کرتے ہیں اور دنیا میں ہمارے متعلق پائے جانے والے تاثر کے برعکس ہم کھلے ذہن اور آزاد خیال کے مالک ہیں۔ جانے سے قبل ہمارا اس ملک کے متعلق ایک غلط تصور تھا لیکن وہاں کے لوگوں کی میزبانی نے ہمارے خیالات تبدیل کر دیے ہیں''۔ (ایضاً، اپریل ۲۰۰۷ء، ص ۱۷)

پاکستان کے تعلیمی اداروں اور نظام تعلیم میں بڑھتی ہوئی امریکی مداخلت نے ہر پاکستانی کو پریشان کر رکھا ہے اور اس پر مستزاد پاکستان کے وفاقی وزیر تعلیم کے بیانات اس پر جلتی کا کام کر رہے ہیں۔ اس پورے منظر نامے میں امریکا کا محکمۂ خارجہ اور پاکستان کے مختلف شہروں میں قائم امریکی قونصلیٹ خصوصی کردار ادا کر رہے ہیں۔ عالمی مالیاتی اداروں جن میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک شامل ہیں تعلیم کے میدان میں اپنی شرائط پر پاکستان کو قرضوں کے جال میں کس رہے ہیں، اور ساتھ ساتھ اپنے ایجنڈے کی تکمیل کا کام جاری ہے۔

اس پورے پیکج میں پاکستان کے پرائمری کلاس کے طالب علم سے لے کر یونی ورسٹی کی سطح تک کا طالب علم شامل ہے۔ اس طرح پوری اساتذہ برادری براہِ راست امریکی حملے کی زد میں ہے۔ اس وقت حالات اس بات کا تقاضا کر رہے ہیں کہ اس پوری تعلیمی جنگ (War on Education) کو سمجھا جائے اور پاکستان کے تعلیمی اداروں میں بڑھتی ہوئی امریکی مداخلت کا سدِ باب کیا جائے۔ اس کے نتائج ملک وملّت کے لیے تباہ کن ثابت ہوں گے۔ حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ ایک ہمہ گیر اور واضح تعلیمی پالیسی نظریۂ پاکستان کی روشنی میں ترتیب دی جائے تاکہ جن مقاصد کے لیے ہمارے آباواجداد نے قربانیاں دی تھیں ان کی آبیاری کی جاسکے۔